Al-Qalam القلم

p-ISSN: 2071-8683, e-ISSN: 2707-0077

Volume:27, Issue:1, 2022, pp. 136-156

متعارض احادیث کے حل میں محدثین کی وجوہ ترجیح: تحقیقی جائزہ

Causes of Preference by Muḥaddithīn in the Solution of Contradictory Aḥadīth -Research Analysis

Dr.Hafiz Abdul Basit Khan

Associate Professor SZIC, PU, LHR

KEYWORDS

Muḥaddithin; wujūh al-tarjīh; Methods of Preference; Ḥadīth Sciences

Date of Publication: 26-06-2022

ABSTRACT

Ijtihād continues not only in the rational sciences, but also in the traditional sciences. As far as the science of Ḥadīth is concerned, Ijtihād may be traced in the causes of preferences which Muḥaddithin have developed after employing their best efforts possible. As a matter of fact, if a Muḥaddith finds two or more aḥādīth mutually contradictory, and he does not find either of the Ḥadīths abrogating the other, he prefers one Ḥadīth to the other for a strong reason. These reasons are called "wujūh al-tarjīh" (the causes of preference). The study seeks to explore these preferences. It revolves around this issue as what causes were discovered by Muḥaddithin and how many they are. The writer noted that one hundred and ten wujūh were found in the literature of Ḥadīth Sciences. As many of them are illustrated with no application on narrations, in this article a few of them have been correctly applied on the narrations. This study concludes that contradictory Ḥadīth is a significant branch of Ḥadīth sciences and "wujūh al-tarjīh" is the most important part of this branch which testifies the competence of those Muḥaddithin. Moreover, these wujūh must be studied in depth to come up with a more positive conclusion concerning the Ijtihād evidence observed in the development of these reasons and of the superiority of the traditional sciences over rational sciences.

تمہید

اسلام روئے ارضی پر وہ واحد دین ہے جو عقائد وایمانیات سے معاشرت ومعیشت تک کے تمام شعبوں میں ہر ہر جزء میں ہر ہر حکم کی دلیل فراہم کرتا ہے۔اس دین متین کے مآخذ میں سب سے بڑے دو مآخذ قرآن وسنت ہیں۔ قرآن حکیم اپنے ثبوت میں قطعی ہے اوراحکام پر دلالت کے اعتبار سے اس کا غالب حصہ قطعی ہے۔البتہ سنت اپنے ثبوت ودلالت کے اعتبار سے قطعیت وظنیت میں تقسیم ہوتی ہے۔ محدثین کی معروف تقسیم کے مطابق اخبار متواترہ قطعی الثبوت ہیں جبکہ آحاد ظنی الثبوت ہیں۔حدیث سے جڑے علوم میں، جن کی تعداد پچاس تک پہنچتی ہے ،ایک اہم علم مختلف الحدیث ہے اسی علم کو علی حسب اختلاف القولین علم مشکل الحدیث سے بھی تعبیر کیاجاتاہے۔

علم مختلف الحدیث

لفظ مختلف کا مصدر باب افتعال سے اختلاف ہے اور یہی لفظ باب تفاعل سے تخالف آتا ہے۔ اختلاف اور تخالف باہم مُشکِل المعنی ہیں جو اتفاق کی ضد ہے علامہ راغب اصفہانی رحمۃ اللہ بیان کرتے ہیں:**الاختلاف و المخالفة ان يأخذ كل واحد طريقا غيرطريق الاختى فى حاله وقوله**[1] اختلاف اور مخالفت کا مطلب یہ ہے کہ ہر شخص اپنے قول وفعل میں دوسرے کے مخالف کا طریقہ کار اپنائے۔

اصطلاحی مفہوم

مختلف الحدیث کے مفہوم میں علماء ومحدثین کا اختلاف ہے۔اور اس اخلاف کی وجہ مختلف کا اعراب ہے۔اس لفظ "مختلف"کو محدثین کرام دوطریقوں سے پڑھتے ہیں۔

(الف)۔ محدثین کے ایک گروہ کے نزدیک "مختلف"لام کے کسرہ کے ساتھ اسم فاعل کے وزن پر لیاہے اس سورت میں مختلف کی الحدیث کی اضافت بمعنی "من"ہو گی یعنی "المختلف من الحدیث "۔اس اضافت کو اصطلاح میں اضافت منی بھی کہتے ہیں ان کے ہاں مختلف من الحدیث کی تعریف یوں ہوگی۔ **ان یو جد حدیثان او اکثر متضادان ظاہراً** "" دو یادو سے زیادہ ایسی احادیث کا موجود ہونا جو بظاہر متناقض ہوں "۔یعنی وہ حدیث جس میں اختلاف ہو بظاہر اس کے مخالف حدیث موجود ہو۔**علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں" : الحدیث الذی عارضہ ظاہرامثلہ**[2]" "ایسی حدیث جس جیسی ظاہری حدیث اس کے ٹکراؤ میں ہو"۔

(ب)۔بعض محدثین نے اسے مختلف الحدیث (لام کے زبر کے ساتھ) پڑھاہے ایسی صورت میں اسکی اضافت بمعنی "فی" ہو گی یعنی "المختلف فی الحدیث "اس صورت میں مختلف فی الحدیث کا یہ معنی ہو گا: **"ان یأتی حدیثان متضاد ان فی المعنی ظاہراً"** "یعنی ایسے دوحدیثوں کا ہونا جن کے مفہوم میں تضاد ہو۔"یعنی جب مختلف کو اسم فاعل (بکسر لام) کے وزن پر لیں تو تو اس وقت حدیث بنفسہ زیر بحث ہے لیکن جب مختلف کو اسم مفعول (بفتح لام)کے وزن پر لیں تو اس وقت اس حدیث کے ٹکراؤ میں ایک اور حدیث موجود ہے ۔خطیب بغدادی اپنی معروف کتاب "الکفایہ فی الروایہ" میں رقمطراز کرتے ہیں ۔**"وکل خبرین علم ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم تکلم بھا فلا یصح دخول التعارض فیھما علی وجہ وان کان ظاہرھا متعارضین** [3]" "ہر دو حدیثیں جو رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب ہوں ان میں تعارض درست نہیں اگرچہ ظاہری معنی میں ان میں اختلاف ہو"

علم مشکل الحدیث

لغت عرب میں غیر واضح مشتبہ اور پیچیدہ معاملے کو مشکل کہتے ہیں۔المعجم الوسیط میں لفظ اشکل کی یوں وضاحت کی گئی ہے:المشکل) الملتبس و (عند الاصولیین) مالایفهم حتی بدل علیه دلیل من غیره[4]" مشکل پیچیدگی والے معاملے کو کہتے ہیں علمائے اصول کے نزدیک ایسا معاملہ ہے جس کی سمجھ اس وقت تک نہ آئے جب تک کوئی دوسری دلیل اس کی وضاحت نہ کرے" محدثین کے ہاں مشکل کا معنی اصولیین کے معنی سے جدا ہے۔**علامہ سرخسی رحمہ للہ(المتوفی:490ھ) فرماتے ہیں:** وهو اسم لما یشتبه المراد منه بدخوله فی اشكاله على وجه لا یعرف المراد الا بد لیل یتمیزبه من بین سائر الاشکال [5]" مشکل اس چیز کا نام ہے کہ اس کی کسی ہی وجہ سے متشبہ ہو جائے اور اسے کسی دلیل سے ہی پہچانا جا سکتا ہو۔"**ڈاکٹر اسامہ بن عبد اللہ الخیاط رقمطراز کرتے ہیں:**احادیث مرویة عن رسولﷺ با سا نید مقبولة یوهم ظاهرها معانی مستحیلة او معارضة لقواعد شرعیة ثابتة[6]" ایسی احادیث جو رسول ﷺ سے مقبول اسناد کے ساتھ مروی ہیں جن کا ظاہر ایسے معانی کا وہم ڈالے جو معانی محال ہو یا مسلمہ شرعی کے قواعد کے معارض ہوں۔"

الغرض مشکل الحدیث سے ایسی احادیث مراد ہیں:"جو مقبول اسناد کیساتھ ہوں،اور ان میں ایسے امور ہوں جو عقلا شرعا محال ہوں یا ان کی تاویل میں اشکال ہو اور جن کے ظاہری معنی میں اشکال ہو۔

مختلف الحدیث اور مشکل الحدیث میں موازنہ

1)۔ مختلف الحدیث کے لیے دو یا دو سے زائد متعارض احادیث کا ہونا ضروری ہے جبکہ مشکل الحدیث کے لیے تعارض کا پایا جانا ضروری نہیں بلکہ اس کا سبب کوئی اور بھی ہو سکتا ہے۔2)۔ مختلف الحدیث کے لیے صرف دو یا دو سے زیادہ احادیث میں تضاد کا ہونا ضروری ہے حدیث کے علاوہ دیگر دلیل شریعت کو اس میں کوئی مجاز نہیں جبکہ مشکل حدیث میں دوسری حدیث کے علاوہ کئی اور بھی اسباب ہوسکتے ہیں۔3)۔ مختلف الحدیث میں تعارض کو رفع کرنے کیلئے محدثین اور اصولیین کے اصولوں کو سامنے رکھنا ہو گا عقل پر انحصار نہیں کیا جاسکتا جبکہ مشکل الاحادیث میں مشکل کو دور کرنے کیلئے تفکر کی ضرورت ہوتی ہے4)۔مشکل الحدیث اور مختلف الحدیث میں عام خاص مطلق کی نسبت ہے مشکل الحدیث مختلف الحدیث سے اعم ہے یعنی ہر مختلف الحدیث مشکل حدیث بھی ہے لیکن ہر مشکل حدیث کا مختلف الحدیث ہونا لازم نہیں ہے۔

احادیث میں تعارض کی حقیقت

یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ احادیث کا آپس میں حقیقی اختلاف نہیں ہے۔احادیث کے مابین نظر آنے والا اختلاف اور تعارض محض ظاہری ہے جسے رفع کرنے کیلئے فقہاء اور اصولیین نے بڑی جانفشانی سے اصول وضوابط قائم کیے ہیں۔دراصل فقہاء اور اصولیین کو احادیث سے استنباط احکام کے دوران بظاہر متعارض احادیث سے بھی احکام کو اخذ کرنا تھا جس کی بنا پر اصولیین وفقہاء نے ان احادیث کے درمیان جمع و تطبیق اور ترجیح کے اصول وضع کئے۔یہی وجہ ہے کہ اس علم کا تعلق اصولیین وفقہاء سے محدثین کی بنسبت زیادہ ہے۔اور اس کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ مختلف الحدیث یا تعارض بین الاحادیث کی اصطلاح بھی اولا اصولیین وفقہاء کی کتب میں نظر آتی ہے۔بعد میں چونکہ علوم اسلامیہ بالخصوص علوم قرآن وحدیث کا دائرہ کار وسیع ہو گیا اسلئے محدثین نے بھی اس علم پر خامہ فرسائی کی اور متعارض احادیث کے مابین رفع اختلاف کے لیئے بالترتیب جمع و تطبیق،نسخ اور ترجیح کے قواعد وضع

کئے۔احادیث میں تعارض کا فقہی اثر زیادہ تر اولیٰ غیر اولیٰ یا افضل غیر افضل میں ہوتا ہے حلت وحرمت کے مسائل میں اس کا وجود بہت قلیل ہوتا ہے وجوہ ترجیح کی امثلہ میں یہ بات مزید واضح ہو جائے گی۔

ترجیح: باب تفعیل کا مصدر ہے لغت میں اس کا معنی مائل کرنا اور غالب کرنا کے آتے ہیں جیسے کہا جاتا ہے: **رجح الميزان أيْ مال،** و" **أرجح الميزان** " **أثقله حتى مال**۔[7] اصطلاحی تعریف کے طور پر امام رازیؒ فرماتے ہیں" **الترجيح تقوية أحد الطرفين على الآخر ليعلم الأقوى فيعمل به ويطرح الآخر**[8]" دوطرفوں میں ایک کو دوسرے پر تقویت دینا تاکہ اقوی معلوم ہو تو اس پر عمل کیا جائے اور دوسری کو چھوڑ دیا جائے۔

شرائط ترجیح: 1۔ دونوں متعارض احادیث ثبوت اور حجت میں یکساں ہوں۔۔2) دونوں احادیث میں جمع و تطبیق کا ہونا ممکن نہ ہو چنانچہ ابن حجر فرماتے ہیں: **والترجيح لايصار اليه مع امكان الجمع**[9]" 3) دونوں احادیث مکان وزمان اور جہت کے لحاظ سے متفق ہوں۔(4 دونوں احادیث ظنی ہوں قطعی نہ ہوں۔5)۔ کسی وجہ ترجیح کے بغیر راجح کو مرجوح نہیں کیا جائے گا۔ ابن حجر فرماتے ہیں " **ان يمكن ترجيح احدهما على الاخر بوجه من وجوه الترجيح ----**[10]"

وجوہ ترجیح: اصولیین ومحدثین نے کثیر تعداد میں وجوہ ترجیح ذکر کی ہیں بعض نے اپنی کتب میں ان کے درمیان وجہ حصر قائم کی ہے اور بعض نے مطلقا ذکر کردی ہیں۔ چنانچہ امام شوکانی نے نواسی (89) [11]، امام حازمی نے پچاس[12]،، حافظ عراقی نے التقیید والایضاح میں ایک سودس، امام سیوطی اور امام آمدی نے بھی ایک سودس ذکر فرمائی ہیں[13] قاسمی نے سند، متن، مدلول اور امر خارجی کے اعتبار سے 36 ذکر کی ہیں[14]۔ امام سیوطی نے وجوہ ترجیح کو سات اقسام میں منحصر کیا ہے[15]۔

1۔ وجوہ ترجیح باعتبار حال الراوی 2۔ باعتبار وقت الروایہ 3۔ باعتبار کیفیۃ الروایہ 4۔ باعتبار بوقت ورود الخبر 5۔ باعتبار اللفظ 6۔ بواسطۃ الحکم 7۔ باعتبار امور خارجیۃ۔

امام آمدی اور شوکانی نے چار اقسام میں منحصر کیا ہے[16] 1 باعتبار سند-2 باعتبار المتن-3 باعتبار المدلول-4 باعتبار امر خارجی- امام غزالی اور ابن قدامہ نے تین اقسام میں منحصر کیا ہے[17] 1)- باعتبار سند 2)- باعتبار متن 3)- باعتبار امر خارجی- ابن عبد الشکور، قرافی اور ابو الخطاب نے دو اقسام میں منقسم کیا ہے[18] 1- باعتبار سند 2- باعتبار متن ذیل میں بالاختصار سند، متن اور امور خارجیہ کے اعتبار سے چند وجوہ ترجیح کو بمع امثلہ ذکر کیا جاتا ہے۔

راوی کے حال کے اعتبار سے وجوہ ترجیح

پہلی وجہ ترجیح: ایک روایت کے راوی کی عدالت پر اتفاق ہو[19]: دو روایات میں اگر تعارض ہو جائے اور ان دو روایات میں سے ایک روایت کے راوی کی عدالت پر اتفاق ہو جبکہ دوسری روایت کے راوی کی عدالت میں اختلاف ہو تو عادل راوی کی روایت کو ترجیح ہو گی۔

مثال: بخاری شریف کتاب الاجارہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت مروی ہے :" **وقال ابن عباس: عن النبي صلى الله عليه وسلم، احق ما اخذتم عليه اجرا كتاب الله، وقال الشعبي: لا يشترط المعلم إلا ان يعطى شيئا فليقبله، وقال الحكم: لم اسمع احدا كره اجر المعلم، واعطى الحسن دراهم عشرة، ولم ير ابن سيرين باجر القسام باسا، وقال: كان يقال السحت: الرشوة في الحكم، وكانوا يعطون على الخرص**[20]". ابن عباس رضی اللہ عنہمانے نبی کریم

صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا کہ کتاب اللہ سب سے زیادہ اس کی مستحق ہے کہ تم اس پر اجرت حاصل کرو۔ اور شعبی رحمہ اللہ نے کہا کہ قرآن پڑھانے والا پہلے سے طے نہ کرے۔ البتہ جو کچھ اسے بن مانگے دیا جائے لے لینا چاہئیے۔ اور حکم رحمہ اللہ نے کہا کہ میں نے کسی شخص سے یہ نہیں سنا کہ معلم کی اجرت کو اس نے ناپسند کیا ہو اور حسن رحمہ اللہ نے (اپنے معلم کو) دس درہم اجرت کے دیئے۔ اور ابن سیرین رحمہ اللہ نے قسام (بیت المال کا ملازم جو تقسیم پر مقرر ہو) کی اجرت کو برا نہیں سمجھا۔ اور وہ کہتے تھے کہ (قرآن کی آیت میں) «سحت» فیصلہ میں رشوت لینے کے معنی میں ہے اور لوگ (اندازہ لگانے والوں کو) اندازہ لگانے کی اجرت دیتے تھے"۔

جبکہ دوسری حدیث میں ارشاد نبوی ﷺ ہے:

"عن مغيرة بن زياد، عن عبادة بن نسي، عن الاسود بن ثعلبة، عن عبادة بن الصامت، قال:"علمت ناسا من اهل الصفة الكتاب والقرآن، فاهدى إلي رجل منهم قوسا، فقلت: ليست بمال وارمي عنها في سبيل الله عزوجل لآتين رسول الله صلى الله عليه وسلم، فلاسالنه، فاتيته، فقلت: يا رسول الله، رجل اهدى إلي قوسا ممن كنت اعلمه الكتاب والقرآن، وليست بمال وارمي عنها في سبيل الله، قال: إن كنت تحب ان تطوق طوقا من نار فاقبلها.[21]"

"عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے اصحاب صفہ کے کچھ لوگوں کو قرآن پڑھنا اور لکھنا سکھایا تو ان میں سے ایک نے مجھے ایک کمان ہدیۃً دی، میں نے (جی میں) کہا یہ کوئی مال تو ہے نہیں، اس سے میں فی سبیل اللہ تیر اندازی کا کام لوں گا (پھر بھی) میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤں گا اور آپ سے اس بارے میں پوچھوں گا، تو میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا: اللہ کے رسول! میں جن لوگوں کو قرآن پڑھنا لکھنا سکھا رہا تھا، ان میں سے ایک شخص نے مجھے ہدیہ میں ایک کمان دی ہے، اور اس کی کچھ مالیت تو ہے نہیں، میں اس سے اللہ کی راہ میں جہاد کروں گا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اگر تمہیں پسند ہو کہ تمہیں آگ کا طوق پہنایا جائے تو اس کمان کو قبول کر لو"

مذکورہ روایات میں روایت ابن عباس رضی اللہ عنہما قرآن کی اجرت کے حلال ہونے پر دال ہے جبکہ روایت حضرت عبادہ بن صامت اجرت حلال نہ ہونے پر دال ہے۔

رفع تعارض: محدثین اور جمہور فقہاء مالکیہ، شافعیہ اور حنابلہ حدیث ابن عباس کی روایت کو ترجیح دیتے ہوئے قرآن کی تعلیم کی اجرت کے قائل ہیں[22]۔ کیونکہ حضرت ابن عباس کی حدیث صحیح ہے۔ اور اس روایت کی سند میں کسی کی عدالت میں اختلاف بھی نہیں ہے۔ جبکہ دوسری طرف حضرت عبادہ والی روایت میں مغیرہ بن زیاد مختلف فیہ راوی ہے، امام احمد نے ان کے بارے فرمایا: **"ضعيف الحديث ،حدث باحاديث مناكير وكل حديث رفعه فهومنكر،"** امام ابوزرعۃ فرماتے ہیں: **"لايحتج بحديثه"**[23]

لہذا محدثین اور جمہور فقہا نے عدالت راوی کے ترجیحی اصول کو مد نظر رکھ کر حضرت ابن عباس والی روایت کو ترجیح دی ہے۔ جبکہ علمائے احناف نے عبادہ بن صامت والی روایت کو یہ کہ کر ترجیح دی ہے کہ یہ روایت دوسرے طرق سے بھی امام ابوداود لائے ہیں اور اس کے شواہد بھی موجود ہیں[24]۔

دوسری وجہ ترجیح:ایک روایت کا راوی احفظ ہو: کیونکہ یہ راوی اپنی روایت میں اپنی روایت کے حفظ،ضبط،احتیاط اور شدت توجہ رکھتا ہے۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے " حفظ روایت کا اعتماد کرنے والے شخص کو کتابت پر اعتماد کرنے والے پر ترجیح حاصل ہوتی ہے اس لئے کہ کتابت میں نقص، کمی زیادتی کا احتمال ہوتا ہے "[25]۔

مثال:"عن ابی معاویة عن سہیل عن ابیه عن ابی ہریرة رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ "اذا إذا رایتم الجنازة، فقوموا لها،فمن تبعها ،فلا یقعد حتی توضع فی اللحد"[26]"اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا:"جب تم جنازہ کو دیکھو تو اس کیلئے کھڑے ہو جاؤ، پس جو اس کی جنازہ کے ساتھ چلے تو اسے چاہئے کہ تب تک نہ بیٹھے جب تک جنازہ کو لحد میں نہ رکھ دیا جائے"

جبکہ دوسری حدیث ہے:"عن سفیان الثوری عن سہیل عن ابیه عن ابی ہریرة قال :قال رسول الله ﷺ :"اذا إذا رایتم الجنازة، فقوموا لها،فمن تبعها ،فلا یقعد حتی توضع فی الارض"[27]
"اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا:"جب تم جنازہ کو دیکھو تو اس کیلئے کھڑے ہو جاؤ، پس جو اس کی جنازہ کے ساتھ چلے تو اسے چاہئے کہ تب تک نہ بیٹھے جب تک جنازہ کو زمین پر نہ رکھ دیا جائے"

وجہ تعارض: روایت ابو معاویہ عن سہیل بن صالح میں "توضع فی اللحد " کے الفاظ ہیں جبکہ روایت سفیان ثوری عن سہیل میں "حتی توضع فی الارض "کے الفاظ ہیں۔

رفع تعارض: سفیان ثوری ابو معاویہ سے احفظ ہیں، چنانچہ ابو داود رحمہ اللہ نے فرمایا:"سفیان الثوری احفظ من ابی معاویة[28]"لہذا سفیان ثوری کی روایت راجح ہو گی۔ اسی طرح امام بخاری نے بھی سفیان ثوری کی روایت کے مطابق باب "باب من تبع جنازة فلا یقعد حتی توضع عن مناکب الرجال فان قعد امر بالقیام "بنا کر سفیان ثوری کی روایت کو راجح بنا دیا ہے۔ امام ابن حجر عسقلانی نے بھی ابو داود کے قول کی طرف ہی اشارہ کیا ہے[29]۔ امام شافعی نے جنازہ رکھنے سے قبل بیٹھنے کو جائز قرار دیا ہے[30] اور نہی کی روایت کو "عن علی رضی الله عنه "ان رسول الله ﷺ قام ثم قعد"سے منسوخ قرار دیا ہے[31]۔ احناف، امام احمد، امام اوزاعی ،امام شعبی، حسن بن علی اور ابن عمر کے نزدیک جنازے کے ساتھ چلنے والے کیلئے جنازہ زمین پر رکھنے سے قبل نہ بیٹھنا مستحب ہے[32]۔

تیسری وجہ ترجیح۔ایک کا راوی فقیہ ہو: جب دو احادیث کے درمیان تعارض ہو اور ایک کا راوی فقیہ ہو تو اس راوی کی روایت کو ترجیح حاصل ہو گی۔ جمہور اسی اصول ترجیح کے قائل ہیں چاہے روایت باللفظ ہو یا بالمعنی۔"لان الراوی الفقیه یمیز بین ما یجوز وما لایجوز ،ویمیز بین ما یمکن حمله علی ظاهره وما لایمکن ،ویبحث عن المقدمات واسباب الورود حتی یطلع علی ما یزول به الاشکال [33]"

مثال:" عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو الْقَارِيِّ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ لَا وَرَبِّ الْكَعْبَةِ مَا أَنَا قُلْتُ مَنْ أَصْبَحَ وَهُوَ جُنُبٌ فَلْيُفْطِرْ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَهُ[34]""ابو ہریرہؓ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: رب کعبہ کی قسم! یہ بات میں (اپنی طرف سے) نہیں کہتا، محمد ﷺ نے یہ فرمایا ہے:" جسے جنابت کی حالت میں صبح ہو جائے، وہ روزہ چھوڑ دے۔"" اس روایت میں جنابت کی حالت میں روزہ چھوڑنے کا ذکر ہے جبکہ دوسری حدیث میں ارشاد نبوی ﷺ ہے:"عن عائشة و ام سلمة رضی الله عنهما ان النبی ﷺ کانَ یصبحُ جنبًا من جِماعٍ غیرَ احتلامٍ ثمَّ یصومُ في رمضانَ"[35]حضرت عائشہ اور حضرت ام سلمہ رضی

اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صبح جماع کے ساتھ پاتے تھے نہ کہ احتلام کے ساتھ، پھر آپ رمضان کا روزہ رکھتے تھے" اس روایت میں روزہ رکھنے کا ذکر ہے جو بظاہر متعارض ہے۔

رفع تعارض: جمہور نے حضرت عائشہ اور حضرت ام سلمہ والی روایت کو ترجیح دی ہے، امام نووی نے تو اس کو اجماع کہاہے اور ابن دقیق العید فرماتے ہیں: "**انه صار اجماعا او كالاجماع-الى ان من اصبح جنبا فصومه صحيح ،ولاقضاء عليه من غير فرق بين ان تكون الجناية عن جماع او غيره**[36]" لیکن ان احادیث کے مابین تعارض رفع کرنے میں اختلاف ہے :اس اختلاف کو ترجیح، نسخ اور جمع کے ذریعے دور کیا گیا ہے۔امام شافعی نے حدیث عائشہ کو فقاہت کی وجہ سے روایت ابو ہریرہ پر راجح قرار دیا ہے [37]۔امام ابن حجر نے روایت عائشہ کو عقلا و نقلا موافق کہاہے۔[38]

متن کے اعتبار سے وجوہ ترجیح

پہلی وجہ ترجیح: **جس روایت کے الفاظ پر رواۃ کا اتفاق ہو:** دو متعارض احادیث ایسی ہوں کہ ان میں سے ایک روایت کے تمام راوی الفاظ روایت پر اختلاف نہ کرتے ہوں بلکہ تمام ایک ہی صفت کے ساتھ نقل کریں جبکہ دوسری روایت کے رواۃ کا الفاظ روایت میں اختلاف ہو اور اس کے کچھ رواۃ دیگر کچھ رواۃ کے ساتھ اختلاف رکھتے ہوں تو متفق الرواۃ کی روایت کو مختلف الرواۃ کی روایت پر ترجیح ہو گی[39]۔

مثال:"**عن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه قال علمني رسول الله صلى الله عليه وسلم التشهد - كفي بين كفيه - كما يعلمني السورة من القرآن : التحيات لله ، والصلوات والطيبات ، السلام عليك أيها النبي ورحمة الله وبركاته . السلام علينا وعلى عباد الله الصالحين . أشهد أن لا إله إلا الله وأشهد أن محمدا عبده ورسوله**[40]"

عبد اللہ بن مسعود کی اس روایت میں تشہد کیلئے درج بالا الفاظ منقول ہیں۔جبکہ دوسری حدیث میں ارشاد ہے:**عن ابن عباس ، انه قال: " كان رسول الله صلى الله عليه وسلم، يعلمنا التشهد، كما يعلمنا السورة من القرآن، فكان يقول: التحيات المباركات، الصلوات الطيبات لله، السلام عليك ايها النبي ورحمة الله وبركاته، السلام علينا وعلى عباد الله الصالحين، اشهد ان لا إله إلا الله، واشهد ان محمدا رسول الله** [41]" سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو تشہد اس طرح سکھایا کرتے جس طرح قرآن کریم کی سورتیں سکھاتے تھے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے:" «التَّحِيَّاتُ الْمُبَارَكَاتُ» (تا آخر)۔"

جبکہ ایک اور حدیث میں الفاظ تشہد اس طرح ہیں:" **عن عروة بن زبير عن عبدالرحمن بن عبدالقارى انه سمع عمر بن الخطاب رضى الله عنه وهو على المنبر يعلم الناس التشهد يقول ثم قولوا التحيات لله الزاكيات لله الطيبات لله الصلوات لله، السلام عليک ايها النبى ورحمة الله وبركاته السلام علينا وعلى عباد الله الصالحين اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمداً عبده ورسوله۔**[42]"

صورت تعارض: مذکورہ احادیث میں تشہد کے الفاظ میں تعارض ہے۔ تاہم یہ بات واضح رہے کہ تشہد کے الفاظ کے اختلاف سے اہل علم کے درمیان اختلاف صرف اولی اور افضل کا ہے۔

رفع تعارض: جمہور نے ابن مسعود والی روایت کے الفاظ کو ترجیح دی ہے کیونکہ اس کے رواۃ الفاظ روایت پر متفق ہیں جبکہ دوسری روایات کے رواۃ نے مروی عنہ کے الفاظ سے اختلاف کیا ہے۔ چنانچہ بزار سے تشہد کے حوالے سے صحیح حدیث کا سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا"هوعندى حديث ابن مسعود ،روى من نيف وعشرين طريقا ،ثم سرداكثرها وقال :ولانعلم فى التشهد اثبت منه،ولااصح اسنادا ولا اشہررجالا[43]"

ابن حجر بھی فرماتے ہیں :"ومن رجحانه اى تشهد ابن مسعود-انه متفق عليه دون غيره،وان الرواة عنه من الثقات لم يختلفوافى الفاظه بخلاف غيره [44]"

دوسری وجہ ترجیح: ایک روایت اضطراب سے سالم ہو[45]:

کیونکہ ایسی روایت قول رسول سے زیادہ مشابہ ہوتی ہے اور راوی کے قوت حفظ، قوت ضبط پر جبکہ مضطرب روایت راوی کے سوء حفظ اور عدم ضبط پر دلالت کرتی ہے۔

مثال: عبد الله بن عباس ، قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم، يقول: " إذا دبغ الإهاب، فقد طهر[46]" ، سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے:"جب کھال پر دباغت ہو گئی تو وہ پاک ہے۔"

جبکہ دوسری طرف عبداللہ بن عکیم سے مردار کی کھال اور چمڑے وغیرہ کے استفادہ سے ممانعت مروی ہے۔ چنانچہ روایت ہے:"حدثنا محمد بن إسماعيل مولى بني هاشم، حدثنا الثقفي، عن خالد، عن الحكم بن عتيبة انه انطلق هو وناس معه إلى عبد الله بن عكيم رجل من جهينة، قال الحكم: فدخلوا وقعدت على الباب، فخرجوا إلي، فاخبروني ان عبد الله بن عكيم اخبرهم:" ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كتب إلى جهينة قبل موته بشهر ان لا ينتفعوا من الميتة بإهاب ولا عصب،"وفى لفظ قبل وفاته بشهرين [47]"

اس روایت سے معلوم ہوا کہ " رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات سے ایک ماہ پیشتر جہینہ کے لوگوں کو لکھا:"مردار کی کھال اور پٹھوں سے فائدہ نہ اٹھاؤ"۔

رفع تعارض: جمہور نے حضرت ابن عباس کی روایت کو ترجیح دی ہے[48]۔ کیونکہ عبداللہ بن عباس والی روایت اضطراب سے سالم ہے جبکہ ابن عکیم والی روایت مرسل بھی ہے، مضطرب المتن والسند بھی ہے، مرسل اس طرح کہ ابن عکیم کا لقاء حضور ﷺ سے نہیں ہے، بلکہ ایک کتاب سے روایت ہے جو ان کے پاس آئی تھی، متن میں اضطراب اس طرح کہ کہیں " قبل موته بشهر" کہیں "بشهرين" کہیں بثلاثة ايام" کے الفاظ کے ساتھ ہے اسی طرح سند میں اضطراب اس طرح ہے کہ کبھی ابن عکیم "عن كتاب النبى ﷺ" کے ساتھ اور کبھی "عن مشيخة من جهينة،" کے ساتھ روایت کرتے ہیں[49]۔

تیسری وجہ ترجیح: قول صریح کو استدلال اوراجتہاد پر ترجیح: دومتعارض احادیث میں سے ایک قولا اور نصا حضور ﷺ کی طرف منسوب ہو جبکہ دوسری کو نبی ﷺ کی طرف استدلالا اوراجتہادا منسوب کیا گیا ہو تو اول کو ترجیح ہو گی ۔امام غزالی فرماتے ہیں :"ويرجح ماكان منسوبا الى النبى ﷺ نصاوقولاوآخر نسب اليه اجتهادا۔۔۔۔۔[50]"امام حازمی فرماتے ہیں:"الوجه الخامس والعشرون:ان يكون احدالحديثين منسوبا الى النبى ﷺ نصاوقولاولآخرينسب اليه استدلالاواجتہادا،فيكون الاول مرجحا۔[51]"

مثال: ام ولد کی بیع کی نہی کے بارے ارشاد نبوی ﷺ ہے:"عن ابن عمررضی الله عنہما ان النبی ﷺ قال:" لایبعن ،ولایوہبن ولایورثن بھاسیدھا حیاته فاذامات فھی حرة[52]"جبکہ ابو سعید خدری کی روایت میں بظاہر ام ولد کی بیع کا جواز معلوم ہوتا ہے۔"عن ابی سعید الخدری رضی الله عنه قال:"کنا نبیع امہات الاولاد علی عہد رسول الله ﷺ"[53]

رفع تعارض: جمہور علماء محدثین اور فقہاء نے حضرت ابن عمر کی روایت کو ترجیح دی ہے[54] کیونکہ رسول ﷺ سے ایک صریح نص ہے جبکہ حضرت ابو سعید خدری والی روایت رسول خدا ﷺ کی طرف اجتہادا اور استدلالا منسوب ہے جس میں اس بات کی وضاحت بھی نہیں کہ رسول ﷺ کو اس کا علم تھا یا نہیں[55]۔

امور خارجی کے اعتبار سے وجہ ترجیح

پہلی وجہ ترجیح: جس پر اکثر ائمہ سلف صالحین نے عمل کیا ہو[56]۔ دو متعارض احادیث میں اگر ایک حدیث پر اکثر ائمہ نے عمل کیا ہو تو اس کو ترجیح ہو گی جمہور علماء و محدثین کا یہی مذہب ہے[57]

مثال: "عن عمرو بن شعیب عن ابیه عن جده یرفعه الی النبی صلی الله علیه وسلم انه قال:"التکبیر فی الفطر:سبع فی الاولی ،وخمس فی الآخرة،والقراءة بعدھا کلتیہما[58]"

اس روایت میں تکبیرات عیدین سات اول رکعت میں، پانچ دوسری رکعت میں پڑھنے کا ذکر ہے۔ جبکہ ذیل میں دی گئی ابو موسی اشعری والی روایت میں چار اول رکعت اور چار ثانی رکعت میں پڑھنے کا ذکر ہے

جبکہ دوسری حدیث ہے :"عن ابی موسی الاشعری ان رسول الله صلی الله علیه وسلم کان یکبر فی العید اربعا ،تکبیرہ علی الجنائز[59]"

رفع تعارض: جمہور علماء، محدثین نے حضرت عمرو بن شعیب کی روایت کو ترجیح دی ہے[60] اس لئے کہ اس روایت کے مقتضی پر صحابہ ،تابعین اور اکثر ائمہ نے عمل کیا ہے۔ چنانچہ خطابی فرماتے ہیں :"وھذا قول اکثر اھل العلم ،وروی عن ابی ہریرة وابن عمر وابن عباس وابی سعید الخدری وبہ قال الزہری ومالک والاوزاعی والشافعی واحمد بن حنبل واسحٰق بن راھویہ[61]"احناف نے ابو موسیٰ اشعری کی روایت کو ترجیح دیتے ہوئے عید کی دونوں رکعات میں چار چار تکبیرات کو اختیار کیا ہے[62]۔

دوسری وجہ ترجیح: جس پر اکثر صحابہ نے عمل کیا ہو: دو متعارض احادیث میں سے جس پر صحابہ نے عمل کیا ہو اس کو معارض حدیث پر ترجیح ہو گی۔ اس لئے کہ صحابہ کرام کا اس حکم پر عمل کرنا اس حکم کے بقا کی علامت ہے

مثال:" عن عبد الرحمن بن ابي ليلى ، قال: كان زيد بن ارقم يكبر على جنائزنا اربعا، و انه كبر على جنازة خمسا، فسالته، فقال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يكبرها.[63]"

"عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ کہتے ہیں کہ زید بن ارقم رضی اللہ عنہ ہمارے جنازوں میں چار بار اللہ اکبر کہا کرتے تھے، ایک بار انہوں نے ایک جنازہ میں پانچ تکبیرات کہیں، میں نے ان سے وجہ پوچھی تو انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پانچ تکبیرات (بھی) کہتے تھے "

اس روایت میں چار اور بعد میں پانچ تکبیرات کا ذکر ہے۔

دوسری روایت میں چار رکعت کا ذکر ہے۔

" حدثنا يحيى بن يحيى ، قال: قرات على مالك ، عن ابن شهاب ، عن سعيد بن المسيب ، عن ابي هريرة ، ان رسول الله صلى الله عليه وسلم: " نعى للناس النجاشي في اليوم الذي مات فيه، فخرج بهم إلى المصلى، وكبر اربع تكبيرات.[64]" سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی کی موت کی خبر دی جس دن انہوں نے انتقال کیا اور عید گاہ میں گئے اور چار تکبیریں کہیں (یعنی نماز جنازہ پڑھی)۔"

رفع تعارض: جمہور علماء نے حضرت ابوہریرہ کی روایت کو ترجیح دی ہے[65]۔ وجہ ترجیح یہی ہے کہ صحابہ کی کثیر تعداد نے اس پر عمل کیا ہے۔

تیسری وجہ ترجیح: جس پر خلفاء نے عمل کیا ہو۔ جب دو احادیث کے درمیان تعارض ہو اور ان میں سے ایک پر خلفاء کا عمل موجود ہو تو اس کو معارض روایت پر ترجیح ہو گی[66]

مثال:"عن ابن عمر رضى الله عنہماقال:"رأيت النبى ﷺ وابابكر وعمريمشون امام الجنازة[67]"

ابن عمر فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ، حضرت ابو بکر اور حضرت عمر کو جنازے کے آگے چلتے دیکھا ہے"

جبکہ دوسری حدیث ہے:" حدثنا محمود بن غيلان، حدثنا وهب بن جرير، عن شعبة، عن يحيى إمام بني تيم الله، عن ابي ماجد، عن عبد الله بن مسعود، قال: سالنا رسول الله صلى الله عليه وسلم عن المشي خلف الجنازة، قال: " ما دون الخبب فإن كان خيرا عجلتموه، وإن كان شرا فلا يبعد إلا اهل النار الجنازة متبوعة ولا تتبع وليس منها من تقدمها [68]".

"عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنازے کے پیچھے چلنے کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: "ایسی چال چلے جو دلکی چال سے دھیمی ہو۔ اگر وہ نیک ہے تو تم اسے جلدی قبر میں پہنچا دو گے اور اگر برا ہے تو جہنمیوں ہی کو دور ہٹایا جاتا ہے۔ جنازہ کے پیچھے چلنا چاہیئے، اس سے آگے نہیں ہونا چاہیئے، جو جنازہ کے آگے چلے وہ اس کے ساتھ جانے والوں میں سے نہیں"۔

مذکورہ احادیث میں حدیث ابن عمر سے جنازے کے آگے چلنا افضل ثابت ہوتا ہے جبکہ حدیث ابن مسعود سے جنازے کے پیچھے چلنا افضل ثابت ہوتا ہے۔

رفع تعارض: جمہور نے حدیث ابن عمر کو ترجیح دی ہے[69] کیونکہ حضرت ابو بکر و عمر جنازے کے آگے چلتے تھے۔ تو خلفاء کے عمل سے حدیث کو ترجیح ملی۔

چوتھی وجہ ترجیح: جس پر اہل مدینہ نے عمل کیا ہو[70]۔ دو متعارض احادیث میں اگر ایک پر اہل مدینہ نے عمل کیا ہو تو اس کو ترجیح ہو گی کیونکہ مدینہ مرکز حدیث ہے اور حضور ﷺ اور اصحاب رسول ﷺ کا مستقر ہے۔ جمہور نے اس اصول ترجیح کو اختیار کیا ہے۔

مثال:" حدثنا عثمان بن ابي شيبة، والحسن بن علي، ان زيد بن الحباب حدثهم، حدثنا سيف المكي، قال عثمان، سيف بن سليمان، عن قيس بن سعد، عن عمرو بن دينار، عن ابن عباس، ان رسول الله صلى الله عليه وسلم" قضى بيمين وشاهد."" عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حلف اور ایک گواہ پر فیصلہ کیا""حدثني أبو الطاهر،

أحمد بن عمرو بن سرح أخبرنا ابن وهب، عن ابن جريج، عن ابن أبي مليكة، عن ابن عباس، أن النبي صلى الله عليه وسلم قال " لو يعطى الناس بدعواهم لادعى ناس دماء رجال وأموالهم ولكن اليمين على المدعى عليه [71]" "عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:"اگر لوگوں کے دعوؤں کی بنیاد پر ان کے حق میں فیصلہ دے دیا جائے تو پھر تو لوگ (جھوٹے) دعوے کر کے دوسرے لوگوں کے مال و جان کے درپے ہو جائیں۔ لیکن (ایسا نہیں ہے بلکہ اصول یہ ہے کہ) مدعیٰ علیہ قسم کھانا ہے"۔

تعارض: دوسری روایت کے مفہوم مخالف سے ثابت ہوتا ہے کہ مدعی علیہ کے علاوہ سے قسم سے فیصلہ درست نہیں، جبکہ پہلی روایت کا منطوق ظاہر کرتا ہے کہ مدعی کی قسم مع ایک گواہ کے ہو تو فیصلہ کرنا درست ہے۔

رفع تعارض: جمہور نے قضا بیمین وشاہد والی روایت کو ترجیح دی ہے کیونکہ اس پر اہل مدینہ نے عمل کیا ہے [72]۔ اور بیس سے زیادہ صحابہ نے اس کو روایت کیا ہے [73]، اور یہاں منطوق اور مفہوم کا تعارض بھی ہے اور منطوق کو مفہوم پر ترجیح حاصل ہے۔ اسی وجہ سے جمہور نے شاہد مع یمین مدعی فیصلے کو جائز کہا ہے [74] احناف نے قضا بیمین المدعی وشاہد والی روایت کو ترجیح نہیں دی [75]۔

خلاصہ بحث

۱۔ وجوہ ترجیح کی بحث اصول فقہ اور اصول حدیث کی کتابوں میں تفصیلاً ملتی ہے۔ ۲۔ وجوہ ترجیح یوں تو کسی عدد میں منحصر نہیں کی جاسکتیں کہ ان کا تعلق مجتہد کے اجتہاد سے ہے تاہم کتب اصول فقہ و اصول حدیث میں ۱۱۰ وجوہ ترجیح مذکور ہیں۔ ۳۔ ان سب وجوہ ترجیح کی احادیث پر تطبیق کتب اصول فقہ و اصول حدیث میں نہیں ملتی۔ ستر (۷۰) سے اسی (۸۰) وجوہ کی مثالیں مل پاتی ہیں باقی کچھ وجوہ ایسی بھی ہیں جو محض نظری ہیں اور بعض ایسی ہیں کہ دل ان پر مطمئن نہیں ہوتا جیسے آزاد کی روایت کو غلام کی روایت پر اور مرد کی روایت کو عورت کی روایت پر نیز محدثین حجاز کی روایت کو محدثین عراق کی روایت پر ترجیح دینا۔ ۴۔ نسخ، ترجیح اور تطبیق میں کون سا اصول مقدم ہے اور کون سا مؤخر، اس بارے میں دو مشہور نقطہ ہائے نظر ہیں۔ ان پر مفصل بحث ایک مستقل مضمون کی متقاضی ہے۔ ۲۔ بعض وجوہ ترجیح اصولیین اور فقہاء کے ہاں مشترک ہیں جبکہ بعض وجوہ ایک علم میں ہیں اور دوسرے میں نہیں۔ ۳۔ وجوہ ترجیح اصولیین اور محدثین کی اعلی اجتہادی صلاحیتوں کا ثبوت ہیں۔ ۴۔ ان وجوہ ترجیح سے معلوم ہوتا ہے کی ان دونوں علوم میں بالخصوص اور تمام علوم نقلیہ اسلامیہ میں بالعموم اجتہاد کا دروازہ کھلا ہے۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ ان علوم میں اسلاف امت کا کام ایک ایسی نیو فراہم کرتا ہے کہ جس پر کھڑی عمارت کی تزیین تو کی جاسکتی ہے پر اسے کھوکھلا اور بودا سمجھ کر منہدم نہیں کیا جاسکتا کیونکہ اس کے معمار قوت اور امانت کے اعلی معیار پر فائز تھے اور بفحوائے قرآنی "القوی الامین" ایسا معیار ہے جس سے اچھا کوئی معیار نہیں۔ ۵۔ ان وجوہ کا کئی پہلوؤں سے مطالعہ ہونا باقی ہے۔ ایک پہلو یہ بھی ہے کہ اصولیین اور محدثین نے ان کے بنانے میں کیا عقلی معیارات ملحوظ رکھے ہیں؟

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حواشی واحوالہ جات

1 اصفہانی، حسین بن محمد مفضل، **المفردات فی غریب الحدیث**، کراچی، اصح المطابع س۔ن، ص(۱۵۵)

Aṣfahānī, Ḥussayn ibn Muḥammad Mufaḍḍal, al-Mufradāt fi Gharīb al-Ḥadīth, Karachi, Aṣaḥ al-Maṭābi', pg. 155

2 عسقلانی، ابن حجر، **شرح نخبۃ الفکر فی مصطلح اہل الاثر**، پاکستان، پشاور، مکتبہ فاروقیہ، س۔ن، ص 21،20

Asqalānī, ibn Ḥajr, Sharḥ Nukhbah al-fikr fi Muṣtalaḥ ahl al-Āthār, Pakistan, Maktabah Fārūqiyah Preshawar, pg. 20-21

3 الخطیب البغدادی، احمد بن علی ابو بکر، **الکفایۃ فی علم الروایۃ، قاہرہ**، دارالکتب الحدیث ۱۹۸۲م، ص(۲۰۷۔۲۰۶)

Al-Khaṭīb al-Baghdādī, Aḥmad ibn Ali Abu Bakr, al-Kifāyah fi al-'Ilm al-Riwāyah, Qāhirah, Dār al-Kutub al-Ḥadīth, 1982AD, pg. 206-207

4 ابراہیم مصطفی احمد ازیاط حامد عبد القادر محمد انجار، **المعجم الوسیط**، بیروت، دار الدعوۃ، ص ۱۴۹۱

Ibrāhīm Muṣṭafā Aḥmad Azyāt, Ḥāmid Abdul Qādir Muḥammad Anjār, al-Mu'jam al-Wasīṭ Beirūt Dār al-Da'wah, pg. 1491

5 السرخسی محمد بن احمد، **اصول السرخسی**، بیروت، دار المعرفۃ، ص(۱۶۸۔۹۸۳)

Al-Sarakhsī, Muḥammad ibn Aḥmad, Usūl al-Sarakhsī, Bierut, Dār al-Ma'rifah, pg. 168-983

6 خیاط اسامہ بن عبد اللہ، **مختلف الحدیث بین المحدثین والاصولیین الفقہاء**، ص(۳۲) دار الفضیلۃ، الریاض سن ۲۰۰۱

Khayyāṭ, Usāma ibn Abdullah, Mukhtalif al-Ḥadīth bayn al-Muḥadithīn wa al-Usūliyyīn al-Fuqahā, pg. 32, Dār al-Faḍīlah al-Riyadh, 2001AD

7 ابن منظور، جمال الدین ابوالفضل محمد بن مکرم، **لسان العرب**، دارالمعارف، قاہرہ، 2/445–زبیدی، سید محمد مرتضیٰ، تاج العروس دارالمامون 1357ھ، 2/141

Ibn Manzūr, Jamāl al-Din, abu al-Faḍl Muḥammad ibn Mukrim, Lisān al-Arab, 2/445, Dār al-Mu'arif, Qāhirah; Zabīdī, Muḥammad Murtaḍā, Tāj al-'Urūs, 2/141, Dār al-Ma'mūn, 1357H

8 رّازی، فخر الدین محمد بن عمر ابن الحسین الرازی، **المحصول فی علم الاصول**، طبع جامعہ الامام محمد بن سعود الاسلامیہ، طبع اولیٰ[8]، 397/5

Rāzī, Fakhr al-Din, al-Maḥṣūl fi ʻIlm al-Usūl, 5/397, Ṭabaʼ Jāmiʼah al-Imam Muḥammad ibn Saud al-Islamiyyah, 1st edition

[9] ابن حجر، احمد بن علی، **فتح الباری شرح صحیح البخاری**، ج1، ص277، 4/330، دارالریان، القاھرہ، طبع اولیٰ۔

Ibn Ḥajr, Aḥmad ibn Ali, Fatḥ al-Bārī Sharḥ Ṣaḥīḥ al-Bukhārī, vol 1, pg 277, 4/330, Dār al-Rayyān, al-Qāhirah, 1st edition

[10] **شرح نخبۃ الفکر** ص59-

Sharḥ Nukhbah al-Fikr, pg. 59

[11] شوکانی، علامہ محمد بن علی الشوکانی، **ارشاد الفحول الی تحقیق الحق من علم الاصول** 276--280، طبع المصطفیٰ البابی الحلبی، مصر، طبع اولیٰ۔

Al-Shawkānī, Allamah Muḥammad ibn Ali al-Shawkānī, Irshād al-Fuḥūl Ilā Taḥqīq al-Haqq min ʻIlm al-Usūl, 276-280, Ṭabaʼ al-Muṣṭafā al-Bābī al-Ḥalabī, Miṣr, 1st edition.

[12] الحازمی، ابو بکر محمد بن موسیٰ بن عثمان بن حازم الھمذانی، **الاعتبار فی الناسخ والمنسوخ من الآثار** 15 ص--40، دارالوعی، حلب، طبع اولیٰ۔

Al-Ḥāzmī, Abu Bakr ibn Mūsā ibn ʻUthmān ibn Ḥāzim al-Hamzānī, al-Iʼtibār fi al-Nāsikh wa al-Mansūkh min al-Āthār, pg. 15, Dār al-Waʼl, Halab, Ṭabaʼ ʻUla.

[13] الآمدی، سیف الدین علی بن ابو علی الآمدی، **الاحکام فی اصول الاحکام**، 4/324، طبع دارالحدیث، القاھرہ-العراقی، حافظ زین الدین، **التقیید والایضاح**، ص286، ناشر مکتبہ انس بن مالک القاھرہ-1400ھ، السیوطی، جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابو بکر بن محمد السیوطی **تدریب الراوی** 2/198 دارالکتب العلمیہ بیروت

Al-Āmdī, Sayf al-Din, Ali ibn Abu Ali al-Āmdī, al-Aḥkām fi Usūl al-Aḥkām, 4/324, Ṭabaʼ Dār al-Ḥadīth, al-Qāhirah; al-ʼIrāqī, Ḥāfiz Zayn al-Din, al-Taqyīd wa al-Iḍāḥ, pg. 286, Nāshir Maktaba Anas bin Mālik al-Qāhirah, 1400H; al-Suyūṭī, Jalāl al-Din Abdul Reḥman al-Suyūṭī, Tadrīb al-Rāwī, 2/198, Dār al-Kutub al-ʻIlmīyyah Beirūt.

[14] قاسمی، جمال الدین القاسمی، **قواعد التحدیث من فنون مصطلح الحدیث** ص315 دارالکتب بیروت، طبع اولیٰ

Qāsmī, Jalāl al-Din, Qawā'id al-Taḥdīth min Funūn Muṣtalaḥ al-Ḥadīth, pg 315, Dār al-Kutub Beirūt, 1st edition.

15، تدریب الراوی 2/198،202۔

Tadrīb al-Rāwī, 2/198,202

16 الاحکام للآمدی 4/324, ارشاد الفحول 276

Al-Aḥkām li al-Āmdī, 4/324; Irshād al-Fuḥūl pg. 276

17 الغزالی، ابو حامد محمد بن محمد بن الغزالی، **المستصفی من علم الاصول** طبع دار الکتب العلمیہ، بیروت۔ 2/395, روضۃ الناظر 208۔210-

Al-Ghazālī, abu Ḥāmid Muḥammad ibn Muḥammad , al-Muṣtaṣfā min 'Ilm al-Usūl, Ṭaba' Dār al-Kutub al-'Ilmīyyah Beirūt, 2/395, Rawzah al-Nāzir, 208-210

18، لکھنوی، محمد بن نظام الدین محمد الکھنوی الانصاری، **فواتح الرحموت شرح (مسلم الثبوت)**، 2/204،209، مطبعۃ الامیریۃ بولاق ، مطبوع بھامش المستصفی۔- القرافی، احمد بن ادریس، **تنقیح الفصول فی علم الاصول** 422،425,-، طبع دار الفکر العربی سن 1393ھ۔ ابو الخطاب، محفوظ بن احمد بن الحسن الحنبلی، **التمہید فی اصول الفقہ**، 3/202 طبع مرکز البحث العلمی واحیاء التراث الاسلامی، جامعہ امّ القریٰ۔

Lakhnawī, Muḥammad ibn Nizām al-Din, Fawātiḥ al-Raḥamūt Sharḥ Musallam al-Subūt, 2/204-209, Maṭba' al-Amīriyyah bi Bulāq, Maṭba' Bhāmish al-Muṣtaṣfā; al-Qarāfī, Aḥmad ibn Idrīs, Tanqīḥ al-Fuṣūl fi 'Ilm al-Usūl, 422-425, Ṭaba' Dār al-Fikr al-Arabi, 1393H; Abu al-Khaṭṭāb, Maḥfūz ibn Aḥmad ibn al-Hassan al-Ḥanbalī, al-Tamhīd fi Usūl al-Fiqh, 3/202, Ṭaba' Markaz al-Baḥath al-'Ilmī wa 'Iḥyā al-Turāth al-Islāmi, Jāmi'ah Umm al-Qurā'.

19 التقیید والایضاح ص246،

Al-Taqyīd wa al-Iḍāḥ, pg. 246

20 البخاری، امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری، **جامع الصحیح البخاری**، کتاب الاجارہ، باب مایعطی فی الرقیۃ علی احیائ العرب بفاتحۃ الکتاب، وھو مع شرحہ فتح البخاری، طبعۃ الریان مصر،

Al-Bukhārī, Imam, Abu Abdullah Muḥammad ibn Ismā'il al-Bukhārī, Jami' al-Ṣaḥīḥ al-Bukhārī, Kitāb al-Ijārah, Bāb ma Yu'ṭī fi al-Ruqyah, Ṭaba' al-Rayyān Miṣr.

[21] ابوداود، سلمان بن اشعث، **سنن ابوداود**، کتاب الاجارۃ، باب کسب المعلم، ج3، ص262، رقم الحدیث3416، دار المصر البنانیہ، القاھرہ، 1408ھ

Abu Dāwūd, Sulayman ibn Ash'ath, Sunan abu Dāwūd, Kitāb al-Ijārah, Bāb Kasb al-'Ilm, vol. 3, pg. 262, Ḥadīth no. 3416, Dār al-Misr al-Banāniyyah, al-Qāhirah, 1408H.

[22] ابن رشد، محمد بن احمد بن محمد، بدایۃ المجتھد ونہایۃ المقتصد ج1، ص224،223، دار الکتب العلمیہ بیروت، -ابن قدامہ، عبداللہ بن احمد، المغنی ج8، ص137،136، دار ھجر، قاہرہ طبع اول -الرافعی، عبدالکریم بن محمد، فتح العزیز ج12، ص286 دارالفکر بیروت، -زرکشی، بدرالدین، محمد بن عبداللہ، البرہان فی علوم القرآن للزرکشی ج1، ص457، 1391ھ، دارالمعرفۃ، بیروت

Ibn Rushd, Muḥammad ibn Aḥmad ibn Muḥammad, Bidāyah al-Mujtahid wa Nihāya al-Muqtaṣid, vol. 1, pg. 223-224, Dār al-Kutub al-'Ilmīyyah Beirūt; Ibn Qadāmah, Abdullah ibn Aḥmad, al-Mughnī, vol. 8, pg. 136-137, Dār Hijrah, Qāhirah 1st editon; al-Rāfa'ī, Abdul Karīm ibn Muḥammad, Fatḥ al-Azīz, vol. 12, pg. 286, Dār al-Fikr Beirūt; Zarkashī, Badr al-Din Muḥammad ibn Abdullah, al-Burhān fi 'Ulūm al-Qur'ān, vol 1, pg. 457, 1391H, Dār al-Ma'rifah, Beirūt.

[23] المجموع، ج15 ص262، -شوکانی، علامہ محمد بن علی الشوکانی، نیل الاوطار شرح منتقی الاخبار، ج5، ص288،287 طبع دارالحدیث، القاھرہ،

Al-Majmū', vol 15, pg. 262; al-Shawkānī, Allāmah Muḥammad ibn Ali, Nayl al-Awṭār Sharḥ Muntaqī al-Akhbār, vol. 5, pg. 287-288, Ṭaba' Dār al-Ḥadīth, al-Qāhirah

[24] نیل الاوطار۔، ج5، ص288،287

Nayl al-Awṭār Sharḥ Muntaqi al-Akhbār, vol. 5, pg. 287-288

[25] الاحکام للآمدی، ج4، ص328، -المحصول ج2، ص560۔ -فواتح الرحموت ج2، ص207- قواعد التحدیث ص314-ابن السبکی، تاج الدین عبدالوھاب بن علی السبکی، الابہاج فی شرح المنہاج، ج3، ص222 طبع دارالکتب العلمیہ بیروت، طبع اولیٰ۔1404ھ

al-Aḥkām fi Usūl al-Aḥkām li al-Āmdī, vol. 4, pg. 328; al-Maḥṣūl, vol 2. Pg. 560; Fawātiḥ al-Raḥamūt, vol. 2 pg. 207; Qawā'id al-Taḥdīth, pg. 3141 Ibn al-Subkī, Tāj al-Din Abdul Wahhāb, al-Ibhāj fi Sharḥ al-Minhāj, vol. 3, pg. 222, Ṭaba' Dār al-Kutub al-'Ilmīyyah, Beirūt, 1st edition, 1404H.

[26] ابوداود: کتاب الجنائز، باب القیام للجنازۃ، ج3، ص200

Abu Dāwūd, Kitāb al-Janā'iz, Bāb al-Qiyām li al-Janāzah, vol 3, pg. 200

27 اخرجہ ابوداود فی، کتاب الجنائز، باب القیام للجنازة، 3/200، رقم الحدیث 3173

Akhrajahū Abu Dāwūd, Kitāb al-Janā'iz, Bāb al-Qiyām li al-Janāzah, vol 3, pg. 200, Ḥadīth no. 3173

28 ابوداود، 3/200

Abu Dāwūd, 3/200

29 ابن حجر، حافظ، احمد بن علی بن محمد بن حجر العسقلانی، فتح الباری شرح صحیح البخاری، 3/213، دارالریان، القاهره، طبع اولیٰ 1407ھ، - المغنی 3/405

Ibn Ḥajr, Aḥmad ibn Ali al-Asqalānī, Fatḥ al-Bārī, Sharḥ Ṣaḥīḥ al-Bukhārī, 3/213, Dār al-Rayyān al-Qāhirah, 1st edition, 1407H; al-Mughnī, 3/405

30 النووی، ابوزکریا یحییٰ بن شرف النووی، المجموع شرح المهذب 5/262 طبع مکتبۃ الارشاد جدّہ

Al-Nawawī, al-Zakriya Yaḥyā Ibn Sharf al-Nawawī, al-Majmū' Sharḥ al-Muhazzab, 5/262, Ṭaba' Maktabah al-Irshād Jeddah.

31 مسلم، امام ابوالحسن مسلم ابن الحجاج القشیری النیسابوری، صحیح مسلم کتاب الجنائز، باب نسخ القیام للجنازة، 7/33، دارالقلم، بیروت، طبع اولیٰ۔

Muslim, Abu al-Hassan Muslim ibn Ḥajjāj al-Qushayrī al-Naysābūrī, Ṣaḥīḥ Muslim Kitāb al-Janā'iz, Bāb Naskh al-Qiyām li al-Janāzah, 7/33, Dār al-Qalam, Beirūt, 1st edition.

32 ابن ہمام، کمال الدین محمد بن عبدالواحد السیواسی المعروف ابن الہمام، شرح فتح القدیر علی الہدایۃ شرح ہدایۃ المبتدی، دارالاحیاء ال 2/97، --المغنی 3/404

Ibn Ḥammām, Kamāl al-Din Muḥammad ibn Abdul Wāḥid, Sharḥ Fatḥ al-Qadīr alā al-Hidāyah Sharḥ Hidāyah al-Mubtadī, Dār al-Iḥyā 2/97; al-Mughnī, 3/404

33 حازمی، ابوبکر محمد بن موسیٰ بن عثمان بن حازم الھمذانی، الاعتبار فی الناسخ والمنسوخ من الآثار ص25، دارالوعی، حلب، طبع اول 1982ءلاعتبار، - قواعد التحدیث 313، - الابہاج 3/220، - ارشاد الفحول ص276، الاحکام للآمدی 4/328، - فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت 2/207، -

Ḥāzmī, Abu Bakr Muḥammad ibn Mūsa, al-I'tebār fī al-Nāsikh wa al-Mansūkh min al-Āthār, pg 25, Dār al-Wa'ī, Ḥalab, 1st edition 1982; Qawā'id al-Taḥdīth pg. 313; al-Ibhāj, 3/220; Irshād al-Fuḥūl, pg. 276; Al-Aḥkām li al-Āmdī 4/328; Fawātiḥ al-Raḥamūt, 2/207

[34] ابن ماجه، ابوعبداللہ محمد بن یزید بن ماجه القزوینی، سنن ابن ماجه، مکتبۃ العلمیّۃ بیروت۔ کتاب الصیام، باب ماجاء فی الرجل یصبح جنبا وھو یرید الصیام، رقم الحدیث 1702

Ibn Mājah, Abu Abdullah Muḥammad ibn Yazīd al-Qazwīnī, Sunan ibn Mājah, Maktabah al-'Ilmīyyah, Beirūt, Kitāb al-Ṣiyām, Bāb mā jā'a fi al-Rajul, Ḥadīth no. 1702

[35] بخاری (مع فتح الباری)، کتاب الصیام، باب الصائم یصبح جنبا، 4/169، صحیح مسلم، کتاب الصوم، باب صحۃ صوم من طلع علیہ الفجر وھو جنب (مع الشرح النووی) 7/230

Bukhārī, (Fatḥ al-Bārī), Kitāb al-Ṣiyām, 4/169; Ṣaḥīḥ Muslim, Kitāb al-Ṣawm, Sharḥ al-Nawawī, 7/230

[36] نیل الوطار، 4/213، - المغنی 4/391، - نووی، ابوزکریا محی الدین یحیٰ بن شرف النووی، شرح مسلم 7/229، دار القلم، بیروت، طبع اول، - فتح الباری 4/186، 184، - ابن الامیر، علامہ محمد بن اسماعیل الصنعانی، سبل السلام شرح بلوغ المرام 7/229، طبع دار الجیل بیروت، 1400ھ

Nayl al-Awṭār, 4/213; al-Mughnī, 4/391; Nawawī, Abu Zakriya Muḥayy al-Din Yaḥyā ibn Sharf, Sharḥ Muslim, 7/229, Dār al-Qalam, Beirūt, 1st edition; Fatḥ al-Bārī, 4/184-186; Ibn al-Amīr, Muḥammad ibn Ismā'īl al-Ṣan'ānī, Subul al-Salām Sharḥ Bulūgh al-Marām, 7/229, Ṭaba' Dār al-Jīl, Beirūt, 1400H

[37] شافعی، محمد احمد عبد العزیز، اختلاف الحدیث، 142 دار الکتب العلمیہ، بیروت، طبع اول، - فتح الباری 4/175، - ا - شرح النووی علی مسلم 7/229، - نیل الاوطار 4/214

Shāfa'ī, Muḥammad Aḥmad Abdul Azīz, Ikhtilāf al-Ḥadīth, pg. 142, Dār al-Kutub al-'Ilmīyyah Beirūt, 1st edition; Fatḥ al-Bārī 4/175; Sharḥ al-Nawawī Ala Muslim, 7/229; Nayl al-Awṭār 4/214

[38] فتح الباری 4/176، 174

Fatḥ al-Bārī 4/174-176

[39] الخطیب البغدادی، ابو بکر احمد بن علی، الکفایہ فی علم الروایہ ص609، ناشر دار الکتب الحدیث لکفایہ،۔ تنقیح الفصول ص424، الاحکام للآمدی 4/334،۔ ارشاد الفحول ص278 الاعتبار ص23۔،

Al-Khaṭīb al-Baghdādī, Abu Bakr Aḥmad ibn Ali, al-Kifāyah fi al-ʻIlm al-Riwāyah, pg. 609, Nāshir Dār al-Kutub al-Ḥadīth; Tanqīḥ al-Fuṣūl pg. 424, al-Aḥkām li al-Āmdī, 4/334; Irshād al-Fuḥūl, pg. 278; al-I'tebār, pg 23

[40] مسلم، کتاب الصلوۃ، باب التشہد فی الصلوۃ، 4/359۔ بخاری (مع فتح الباری)۔ کتاب الاذان، باب التشہد فی الآخرۃ 2/363۔۔ ترمذی، ابواب الصلوۃ، باب ماجاء فی التشہد، 2/81،

Takhrīj: Muslim Kitāb al-Ṣalāḥ, Bāb al-Tashahhud fi al-Ṣalāḥ, 4/359; Bukhārī, Kitāb al-Adhān, Bāb al- Tashahhud fi al-Ākhirah, 2/363; Tirmidhī, Abwāb al-Ṣalāḥ, Bāb mā jā'a fi al- Tashahhud, 2/81

[41] مسلم (مع شرح النووی)، کتاب الصلوۃ، باب التشہد فی الصلوۃ 4/395، رقم الحدیث 902، تخریج:۔ ترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ، الجامع الصحیح سنن الترمذی، ابواب الصلوۃ، باب ماجاء فی التشہد، 2/83۔، دار الکتب العلمیہ، بیروت، طبع اول 1408ھ۔ ابوداود، کتاب الصلوۃ، باب التشہد 1/254

Muslim, Kitāb al-Ṣalāḥ Bāb al-Tashahhud fi al-Ṣalāḥ 4/359 Ḥadīth no. 902; Takhrīj Tirmidhī Abu ʻĪsā Muḥammad ibn ʻĪsā al-Jāmi' al-Ṣaḥīḥ Sunan al-Tirmidhī, Abwāb al-Ṣalāḥ, Bāb al-Tashahhud, Dār al-Kutub al-ʻIlmīyyah Beirūt, 1st edition 1408H; Abu Dāwūd , Kitāb al-Ṣalāḥ Bāb al-Tashahhud 1/254

[42] مالک، امام مالک بن انس، الموطا، مکتبہ الثقافیہ، بیروت 1988ء، کتاب الصلوۃ، باب التشہد، 1/90

Mālik, Mālik Ibn Anas, al-Mu'aṭṭa, Maktabah al-Thaqāfiyyah, Beirūt 1988AD, Kitāb al-Ṣalāḥ, Bāb al-Tashahhud, 1/90

[43] فتح الباری، 2/368

Fatḥ al-Bārī, 2/368

[44] فتح الباری، 2/368

Ibid,

[45] فتح الباری، 2/368،۔ 3/468، ملتان، نشر السنہ 1985

Ibid, 3/468, Multan Nashr al-Sunnah 1985AD.

46 مسلم (مع شرح النووی)، کتاب الحیض، باب طہارۃ جلود المیتۃ بالدباغ، 4/292، رقم الحدیث 812

Muslim (Sharḥ al-Nawawī), Kitāb al-Hayḍ, Bāb Ṭahārah, 4/292, Ḥadīth no. 812

47 ابو داود، کتاب اللباس، باب من روی ان لا ینتفع باھاب المیتۃ، 4/66، رقم الحدیث 4128۔ تخریج: ترمذی، کتاب اللباس، 4/194۔، الخطابی، ابو سلیمان حمد بن محمد، معالم السنن (شرح سنن ابو داؤد) 4/203، المکتبۃ العلمیۃ، بیروت، طبع ثانی 1401ھ

Abu Dāwūd, Kitāb al-Libās, 4/66, Ḥadīth no. 4128; Takhrij Tirmidhī. Kitāb al-Libas, 4/194; al-Khaṭṭābi, abu Sulayman Aḥmad ibn Muḥammad, Mu'alim al-Sunan, 4/203, al-Maktbah al-'Ilmīyyah, Beirūt 2nd edition, 1401H

48 فتح الباری، 9/575،576۔ شرح النووی 4/293،292۔ المجموع 1/270۔ معالم السنن 4/203، نیل الاوطار 1/61-65

Fatḥ al-Bārī, 9/575-576; Sharḥ al-Nawawī, 4/292-293; al-Majmū' 1/270; Mu'alim al-Sunan 4/203; Nayl al-Awṭār 1/61-65

49 نیل الاوطار 1/65۔ المجموع 1/273،271

Nayl al-Awṭār 1/65; al-Majmū' 1/271,273

50 الغزالی، ابو حامد محمد بن محمد، المستصفی من علم الاصول، 2/396 طبع دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1406ھ

Al-Muṣtaṣfā. 2/396

51 الاعتبار 1/11

Al-I'tebār, 1/11

52 زیلعی، جمال الدین عبد اللہ بن یوسف، نصب الرایہ، 288-289/3، طبع دوئم، ناشر مکتبہ اسلامیہ، بیروت، ۔دار قطنی، علی بن عمر، سنن الدار قطنی، کتاب المکاتب 4/134 طبع المحاسن للطباعۃ قاہرہ

Al-Zayla'i, Jamal al-Din Abdullah Yusuf, Nasb al-Rayah, 3/288-289, 2nd edition, Nashir Maktaba al-Islamiyyah, Beirūt; Dār Quṭnī, Ali ibn Umar, Sunan, Kitāb al-Makātib, 4/134, Ṭaba' al-Muḥāsin al-Qāhirah

53 دار قطنی، کتاب عتق امہات الاولاد، باب الخلاف فی امہات الاولاد 4/136،

Dār Quṭnī, Kitāb al-'Itq Ummahāt al-Awlād Bāb al-Khilāf fi Ummahāt al-Awlād, 4/136

54 المغنی 14/588 المحرر لابن تیمیہ 2/11۔ نیل الوطار 6/99،

Al-Mughnī, 14/588; al-Muḥarrar li ibn Taymiyyah 2/11, Nayl al-Awṭār 6/33

55 لاعتبار28۔30- نیل الوطار6/99، المغنی14/588

Al-I'tebār, 1/28-30, Nayl al-Awṭār 6/99, al-Mughnī, 14/588

56 قواعد التحدیث315

Qawā'id al-Taḥdīth, pg. 315

57 معالم السنن1/252،251،- نیل الاوطار3/300،- المغنی3/281،- بدایۃ المجتہد1/218

Mu'alim al-Sunan, 1/251-252; Nayl al-Awṭār 3/300; Al-Mughnī, 3/281; Bidāyah al-Mujtahid, 1/218

58 ابوداؤد، کتاب الصلوۃ، باب التکبیر فی العیدین،1/298،- ابن ماجہ، کتاب اقامۃ الصلاۃ، باب ماجاء فی کم یکبر الامام فی صلوٰۃ العیدین، 1/408,

Abu Dāwūd, Kitāb al-Ṣalāḥ, Bāb al-Takbīr fi al-Eidayn, 1/298; Ibn Mājah Kitāb Iqāmah al-Ṣalāḥ, 1/408

59 ابوداؤد، کتاب الصلوۃ، باب فی التکبیر فی العیدین1/298,

Abu Dāwūd, Kitāb al-Ṣalāḥ, Bāb al-Takbīr fi al-Eidayn, 1/298

60 المغنی3/271،- بدایۃ المجتہد1/217،- معالم السنن1/251، سبل السلام2/498

Al-Mughnī, 3/271; Bidāyah al-Mujtahid, 1/217; Mu'alim al-Sunan, 1/217; Subul al-Salām, 2/498

61 معالم السنن1/251

Mu'alim al-Sunan, 1/251

62 فتح القدیر2/53۔54

Fatḥ al-Qadīr, 2/53-54

63 ابن ماجہ، کتاب الجنائز، باب ماجاء فیمن کبر خمسا، رقم الحدیث1، 1505/482

Ibn Mājah Kitāb al-Janā'iz, Ḥadīth no. 1, 482/1505

64 مسلم، کتاب الجنائز، باب فی التکبیر علی الجنازۃ، رقم الحدیث2204،

Muslim, Kitāb al-Janā'iz, Bāb fi al-Takbīr ala al-Janāzah, Ḥadīth no. 2204

65 فتح الباری،3/241،- معالم السنن،3/342،- شرح النووی7/27،

Fatḥ al-Bārī, 3/241; Mu'alim al-Sunan, 3/342, Sharḥ al-Nawawī, 7/27

66 قواعد التحدیث 315، ارشاد الفحول 280، -فواتح الرحموت 2/602

Qawā'id al-Taḥdīth, pg. 315; Irshād al-Fuḥūl, pg 280; Fawātiḥ al-Raḥamūt, 2/602

67 ترمذی، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی المشی امام الجنازة، رقم الحدیث، 1008، 3/329

Tirmidhī, Kitāb al-Janā'iz, Ḥadīth no. 1008, 3/329

68 ترمذی، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی المشی خلف الجنازة، 3/332، رقم الحدیث 1011

Ibid, Ḥadīth no. 1011, 3/332

69 بدایۃ المجتہد، 1/233، -المغنی 3/397

Bidāyah al-Mujtahid, 1/233, al-Mughnī, 3/397

70 قواعد التحدیث، 315، -الاحکام للآمدی، 4/359، -المستصفی 2/396، ارشاد الفحول 280

Qawā'id al-Taḥdīth pg. 315; al-Akham 4/359; al-Muṣtaṣfā, 2/396; Irshād al-Fuḥūl, pg. 280

71 ابن ماجه، کتاب الاحکام، باب البینة علی المدعی والیمین علی المدعی علیه رقم الحدیث، 2321،، 2/778

Ibn Mājah, Kitāb al-Aḥkām, Ḥadīth no. 2321, 2/778

72 موطا، کتاب الاقضیه، باب القضاء بالیمین مع الشاہد 2/722

Al-Mu'aṭṭa, Kitāb al-Aqdiyah, Bāb al-Qada' bi al-Yamin, 2/722

73 فتح الباری 5/333، -نیل الاوطار 8/285

Fatḥ al-Bārī, 5/333; Nayl al-Awṭār 8/285

74 شرح النووی، 12/245، -نیل اوطار 8/285، -فتح الباری 5/333، -بدایۃ المجتہد 2/467

Sharḥ al-Nawawī, 12/245; Nayl al-Awṭār 8/285; , Fatḥ al-Bārī, 5/333; Bidāyah al-Mujtahid, 2/467

75 فتح الباری 5/333، -نیل الاوطار 8/285

Fatḥ al-Bārī, 5/333; Nayl al-Awṭār 8/285